مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوّت کراچی

انسان کا سب سے
بڑا دشمن اس کا گناہ ہے

حضرت سلمان فارسی رضؓ

جلد ۲ — ۲۶ ر نومبر تا ۲ دسمبر ۱۹۸۳ء بمطابق ۱۸ تا ۲۴ صفر ۱۴۰۴ھ — شمارہ ۲۴

خصائلِ نبویؐ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سالن کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷ - حدثنا الحسین بن محمد البصری حدثنا الفضیل بن سلیمان حدثنی فائد مولیٰ عبید اللہ بن علی ابن ابی رافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حدثنا عبید اللہ بن علی عن جدتہ سلمیٰ ان الحسن ابن علی وابن عباس وابن جعفر اتوھا فقالوا لھا اصنعی لنا طعاما مما کان یعجب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویحسن اکلہ فقالت یا بنیّ لا تشتھیہ الیوم قال بلیٰ اصنعیہ لنا قال فقامت فاخذت شیئا من الشعیر فطحنتہ ثم جعلتہ فی قدر وصبت علیہ شیئا من زیت ودقت الفلفل والتوابل فقربتہ الیھم فقالت ھذا مما کان یعجب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویحسن اکلہ ۔

ترجمہ :- حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ امام حسن اور عبداللہ بن عباس اور عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے پاس تشریف لے گئے اور یہ فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کھانا پسند تھا اور اس کو رغبت سے نوش فرماتے تھے وہ ہمیں پکا کر کھلاؤ ۔ سلمیٰ نے کہا کہ پیارے بچو! اب وہ کھانا پسند نہیں آئے گا (وہ تنگی ہی میں پسند ہوتا ہے) انہوں نے فرمایا کہ نہیں ضرور پسند آئے گا ۔ وہ اٹھیں اور تھوڑے سے جَو لے کر ہانڈی میں ڈالے اور اس پر ذرا سا زیتون کا تیل ڈالا اور کچھ مرچیں اور زیرہ وغیرہ مسالا پیس کر ڈالا اور پکا کر رکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پسند تھا ۔

۲۸ - حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابو احمد حدثنا سفین عن الاسود ابن قیس عن نبیح العنزی عن جابر بن عبد اللہ قال اتانا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی منزلنا فذبحنا لہ شاۃ فقال کانھم علموا انا نحب اللحم وفی الحدیث قصۃ ۔

۲۸ :- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بکری ذبح کی ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (دلداری کے لیے اظہار مسرت کے طرز پر) فرمایا کہ بظاہر ان لوگوں کو یہ علم ہے کہ ہمیں گوشت مرغوب ہے ۔ ترمذی رو کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اور بھی قصہ ہے جس کو مختصر کر دیا گیا ۔

فائدہ :- کہتے ہیں کہ یہ وہ قصہ ہے جو کتب حدیث میں غزوہ خندق کے قصے میں مذکور ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک معجزہ کا بھی ذکر ہے وہ یہ کہ جابر کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر بھوک کا اثر محسوس کیا ۔ گھر میں جا کر پوچھا کہ کھانے کو کچھ ہے ۔ معلوم ہوا کہ ایک بکری کا بچہ

باقی صفحہ ۱۳ پر

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

مینیجر

علی اصغر چشتی صابری، ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

فی پرچہ:۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ	۶۰ روپیہ
ششماہی	۳۵ روپیہ
سہ ماہی	۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپیہ
کویت، اومان، شارجہ دوبئی، اردن اور شام	۲۲۵ روپیہ
یورپ	۲۹۵ روپیہ
اسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۴۰ روپیہ
افریقہ	۲۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپیہ

فون نمبر ۔ ۷۲۱۶۱

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی ۳

ناشر:۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا

طابع:۔ کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی

مقام اشاعت:۔ ۲۰/A سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی

فہرست

۱۔ خصائل نبوی ﷺ

حضرت شیخ الحدیث رح ۲

۲۔ ابتدائیہ

مولانا منظور احمد الحسینی ۴

۳۔ ختم نبوت کانفرنس ربوہ

مولانا منظور احمد الحسینی ۶

۴۔ جوزف کرافٹ کے مقالہ کے جوابات

علامہ شمس الحق افغانی رح ۸

۵۔ قومی اخبارات کا مطالعہ ۱۳

۶۔ حالات بنات طاہرات لسید الکائنات

مولانا عطاء الرحمٰن رحمانی ۱۷

۷۔ مسئلہ ختم نبوت

علی اصغر چشتی ۲۲

شمارہ ۲۴ جلد نمبر ۲

شعبۂ کتابت:۔ حافظ عبدالستار واحد کا، غلام شبیر تبسم

ملۃ اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ — ختم نبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ

من لا نبی بعدہٗ

قادیانی، اسلام دشمنی میں یہودیوں سے بڑھ کر

قادیانی آج کل "صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ" کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لیے رات دن کوشاں ہیں، قادیانی جماعت (بقول ان کے) ۱۸۸۹ء میں قائم ہوئی۔ اور ۱۹۸۹ء میں ان کی جماعت کو قائم ہوئے سو سال ہو جائیں گے گویا تقریباً ۹۴ سال ہو چکے ہیں چھ سال باقی ہیں۔ آنجہانی مرزا ناصر نے ۱۹۷۳ء کے سالانہ جلسہ میں "جوبلی منصوبہ" کا پروگرام تیار کیا۔ درحقیقت قادیانی سربراہ نے اپنے اندھے عقیدت مندوں سے اندھا دھند روپیہ بٹورنے کا ایک نیا جال "جوبلی منصوبہ" کے نام سے پھینکا ہے۔ اپنے خاندان کو پالنے کے لیے آنجہانی مرزا غلام احمد اور آنجہانی بشیر الدین محمود نے بہت سے دانے ڈالے۔ مثلاً چندہ منارۃ المسیح، چندۂ عام، چندۂ حصہ آمد، چندہ سالانہ جلسہ، چندہ تحریک جدید وغیرہ وغیرہ، لیکن ان میں سے مضبوط ترین پھندہ وہ ہے جو آنجہانی ناصر اختیار کیا۔ اس منصوبہ کے اعلان کے فوراً بعد روپوں کی بارش شروع ہو گئی۔

۱۹۷۴ء کے شروع ۱ مہینوں کے "الفضل" پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ لاکھوں روپے اس فنڈ میں جمع ہو گئے لیکن ۲۹ مئی کے واقعہ کے بعد اس فنڈ کی تفصیلات "الفضل" میں شائع ہونا بند ہو گئیں۔

ضمنی طور پر جوبلی منصوبے میں کچھ اور پروگرام بھی رکھے گئے تاکہ اصل منصوبے پر پردہ ڈالا جا سکے۔ بہرحال جب سے "صد سالہ جوبلی منصوبے" کا اعلان ہوا ہے قادیانی ہوا سے باتیں کرنے لگے خصوصاً مرزا ناصر کے مرنے کے بعد جب سے مرزا طاہر قادیانیت کی کرسی صدارت پر براجمان ہوئے ہیں ہر قادیانی بڑیں ہانکنے کی ایک مشین بن گیا ہے طاہر صاحب اس میں سب سے آگے آگے ہیں۔ کبھی اعلان ہوتا ہے۔ "غلبۂ اسلام کی صدی آ رہی ہے اس کا استقبال کرو" کبھی کہا جاتا ہے۔

"دنیا کے مسائل کے انبار کو ہم نے غلبۂ اسلام کی صدی میں حل کرنا ہے" (الفضل ۲۶ اکتوبر ۸۳ء ص۲)

کبھی یوں گویا ہوتے ہیں:۔

"احمدی نوجوانو! اٹھو تم سے دنیا کی تقدیر وابستہ ہے۔ جاؤ فتح و نصرت تمہارے قدم چومے گی کوئی نہیں جو اس تقدیر کو بدل سکے۔ . . . . اسلام کا غلبہ بہت نزدیک ہے میں خدا کی قسم کھا کر آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اسلام کی فتح کے قدموں کی چاپ سن رہا ہوں" (مرزا طاہر کی تقریر الفضل ۲۶ر اکتوبر ۸۳ء ص۴)

کبھی ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

ہر جگہ، ہر بستی، ہر قریہ میں حضرت مسیح موعود کا جھنڈا گاڑا جائے گا۔ یعنی وہ جھنڈا جو درحقیقت حضرت محمد مصطفےٰ کا جھنڈا ہے تمام دشمنان اسلام کی ہر خواب نامراد جائے گی۔"

(الفضل ۵ جون ۸۳ء)

کبھی "حقیقت حال" یوں بیان کرتے ہیں:۔

"جہاں تک حقیقت حال کا تعلق ہے یہ بات تو بہر حال مسلم ہے آج دنیا کے پردہ پر صرف ایک ہی جماعت ہے جس کا دعویٰ ہے کہ آسمانی نوشتوں میں جس جماعت کے لیے غلبۂ اسلام مقدر تھا وہ یہی جماعت ہے اور وہ ساعت سعد آچکی ہے جو اسلام کے غلبۂ نو کی ساعت ہے اس مہم کا آغاز ہو چکا ہے جس نے عالمی انقلاب برپا کرنا تھا۔"

(ماہنامہ انصار اللہ ربوہ اکتوبر ۸۳ء)

کبھی کہتے ہیں کہ "اسلام کے تیزی سے پھیلنے کے دن آگئے ہیں۔" (ہفت روزہ لاہور ستمبر مرزا طاہر کی تقریر)

مرزا طاہر کے بیانات نے یہ تاثر پیدا کیا ہے کہ اسلام قادیانیوں کے ذریعہ پھیلے گا۔ حالانکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ قادیانی خود بالاتفاق امت مسلمہ کافر، مرتد، زندیق دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے دلوں میں اسلام، بانیٔ اسلام ؐ اور قرآن سے محبت کی بجائے شدید نفرت و عداوت ہے۔ یہ تمام باتیں دھوکہ دہی، فریب کاری، ملمع کاری اور نمائشی کارروائی کے سوا کچھ نہیں۔ ورنہ قادیانی اسلام اور مسلمانوں کے یہودیوں سے بڑھ کر دشمن ہیں ان کی بے شمار زہر افشانیوں میں سے صرف ایک حوالہ بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیے:۔

"یہ جو ہم (قادیانیوں) نے دوسرے مدعیانِ اسلام (مسلمانوں) سے قطع تعلق کیا ہے۔ اول تو خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ (مسلمان) ریا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور ان (مسلمانوں) کو ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت (قادیانیت) کے ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہو اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں اس وجہ سے ہماری (قادیانی) جماعت کسی طرح ان (مسلمانوں) سے تعلق نہیں رکھ سکتی" اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے۔"

(تشحیذ الاذہان ص ۲۱۱ ۸ء)

بانی اسلام کو ترقی ضرور ہوگی جتنی جتنی اسلام کو ترقی حاصل ہوگی اتنی اتنی قادیانیت زوال پذیر ہوگی اس سے بڑھ کر اور کیا تنزل ہوگا کہ ۹۴ سال گذرنے کے باوجود قادیانی "کہ ومہ کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں" اسلام کے خلاف جو قادیانی تحریک کی تبلیغ کی جا رہی ہے۔ یہود و نصاریٰ کی یہ امت محمدیہ کے خلاف گہری سازش ہے تمام مسلمانوں کو اس سے خبردار رہنا چاہیئے۔

منظور احمد رضی

دو روزہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس ربوہ ایک نظر میں

(تحریر:- منظور احمد الحسینی)

مجلس تحفظ ختم نبوت کے تعلیمی و تبلیغی مرکز جامع مسجد بخاری و جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی ربوہ میں منعقد ہونے والی دوسری دو روزہ سالانہ کانفرنس اختتام پذیر ہوگئی۔ ملک کے کونے کونے سے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ تمام پاکستان کے بعد مسلمانان پاکستان کو دوسری مرتبہ اللہ تعالٰے نے یہ موقعہ عطا فرمایا کہ وہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت کے جھنڈے کو دار الکفر والارتداد ربوہ میں بلند کریں۔ کانفرنس میں شمع رسالت کے ہزاروں پروانوں نے شرکت کی۔ نماز جمعہ تمام مکاتب فکر نے اکٹھے ادا کی۔ تمام اجلاسوں میں نعرۂ تکبیر اللہ اکبر، تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد شہدائے ختم نبوت زندہ باد، فدایان ختم نبوت زندہ باد، اتحاد علماء امت اور اتحاد ملت کے فلک شگاف نعروں سے فضا گونجتی رہی۔ مسلمانوں کے اس عالمی اجتماع کے جوش و خروش کا منظر قابل دید تھا۔

پچھلے سال کی طرح اس سال بھی استقبالیہ کمیٹی کے اراکین نے شب و روز ایک کرکے انتظامات کو بہتر سے بہتر بنایا۔ کانفرنس کی تشہیر کے لئے کثیر تعداد میں اشتہارات شائع کئے گئے یہاں تک کہ مجلس کی بہت سی شاخوں نے اپنے طور پر اس کانفرنس کے لئے اشتہارات طبع کرا کر پورے ملک میں بھجوائے۔ مجلس کے مبلغین نے انتہائی سرگرمی کے ساتھ پورے ملک کا دورہ کیا۔ اور گرانقدر خدمات انجام دیں۔

مجلس کی طرف سے پاکستان کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے مسلمانوں کے لئے رہائش اور خوراک کا انتظام کیا گیا تھا۔ سینکڑوں کی تعداد میں خیموں اور روشنی کے انتظام سے ایک نئے شہر کا گمان ابھر رہا تھا۔ اور خاکساروں کے چاق و چوبند دستے بھی انتظامی امور میں ہر طرح کی معاونت کر رہے تھے۔

۲۷ اکتوبر بروز جمعرات) کی صبح ہی سے پورے ملک سے سرمستان بادۂ توحید و مجاہدین ختم نبوت، ریل گاڑیوں، بسوں، ٹرالیوں، ویگنوں اور قافلوں کے ذریعہ مسلم کالونی ربوہ میں پہنچنا شروع ہو گئے۔ کانفرنس شروع ہونے سے قبل تعلیم الاسلام ہائی سکول اور ٹی آئی کالج ربوہ کے چار سو مسلمان طلبہ جلوس کی شکل میں ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے پنڈال میں پہنچے۔ اس عظیم تاریخی کانفرنس کا پہلا اجلاس ٹھیک ساڑھے نو بجے زیر صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد، قاری خالد محمود کی تلاوت سے شروع ہوا۔ جب کہ اسٹیج سکریٹری کے فرائض مولانا محمد یعقوب صاحب چنیوٹی کر رہے تھے اس اجلاس سے مناظر اسلام مولانا عبد الرحیم اشعر، جناب شاہد عبد القدوس چنیوٹی، طالب علم رہنما ٹی آئی کالج ربوہ، جناب ظفر احمد شہباز، جاوید قریشی طالب علم رہنما ٹی آئی کالج ربوہ۔ جناب مولانا محمد اسحٰق خطیب جامع مسجد تالیاں جھنگ، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی مبلغ بہاولپور نے خطاب کیا۔ جب کہ منظوم نذرانہ عقیدت حافظ محمد شریف منچن آبادی و دیگر شعراء نے کیا۔ پونے ایک بجے یہ اجلاس صدر جلسہ کی پُردرد دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

دوسرا اجلاس ظہر کے بعد (۲ ½) ڈھائی بجے شروع ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مولانا سلیمان

طارق ۔ جناب عبداللہ یحییٰ (مندوب سعودی عرب) مولانا لطیف احمد چشتی صدر مجلس عمل گوجرانوالہ، مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد اور قاضی حسین احمد سکریٹری جنرل (کالعدم) جماعت اسلامی نے خطاب کیا۔ یہ اجلاس عصر کی آذان کے وقت اختتام پذیر ہوا۔ اسی روز مغرب کے بعد مجلس ذکر منعقد کی گئی۔ جس میں مولانا قاضی زاہد الحسینی مدظلہ نے عشاء تک تمام حاضرین کو ذکر کرا کے دلوں کو یادِ حق سے گرما دیا۔

تیسری نشست رات کے ساڑھے آٹھ بجے شروع ہوئی۔ جس کی صدارت بریلوی مکتبۂ فکر کے عظیم رہنما مولانا مفتی مختار احمد گجراتی نے کی۔ اس اجلاس سے مولانا تاج محمود صاحب، بریلوی مکتبۂ فکر کے عالم مولانا محمد فاروق قادری جھنگ، مولانا محمد صدیق جھنگ، صوفی اختر حسین، مولانا محمد احمد لدھیانوی، روزنامہ مشرق کے فیچر نگار کنور انتظار محمد، صاحبزادہ میاں محمد احمد قادری، سید عبدالستار شاہ بخاری، جناب نعیم آسی، مولانا امجد تھانوی مولانا عبدالقادر آزاد، مولانا زاہد الراشدی، مولانا مفتی مختار احمد گجراتی، ڈاکٹر علامہ خالد محمود، قاری اجمل صاحب نے خطاب کیا۔ جبکہ منظوم نذرانہ عقیدت مداح رسول ﷺ حافظ سلطان اور حافظ محمد شریف منچن آبادی و دیگر شعراء نے پیش کیا۔

چوتھا عظیم اجلاس زیرصدارت پیرجی مولانا محمد سعد سراجی مرشد بابا موسیٰ زئی شریف منعقد ہوا۔ قاری صالح محمد کی تلاوت کے بعد مولانا نذیر احمد، مولانا انظر قاسمی، محمد طارق تابانی۔ مولانا مشتاق احمد عباسی کراچی۔ مولانا منظور احمد الحسینی کراچی، مولانا علامہ غلام مصطفیٰ، مولانا عبداللہ تھکر والے۔ سید فضل الرحمٰن احرار نے حاضرین سے خطاب کیا ساڑھے بارہ بجے جمعہ کی پہلی آذان ہوئی۔ اذان کے بعد مولانا عبدالشکور دین پوری نے پرمغز تقریر فرمائی جب کہ نماز جمعہ مولانا غلام حبیب صاحب چکوال نے پڑھائی مدرسہ جامعہ ختم نبوت کے ہونہار طالب علم محمد اشرف نے اردو میں اور مولوی محمد الف صاحب افغانستانی نے فارسی میں اور دیگر شعراء نے منظوم نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

پانچویں اجلاس (۲۸ اکتوبر) کا آغاز جمعۃ المبارک کے بعد قاری محمد اقبال صاحب کی تلاوت سے ہوا۔

جب کہ اس نشست کی صدارت شیخ المشائخ حضرت مولانا خان محمد امیر مجلس کر رہے تھے۔ اس اجلاس سے سابق ممبر قومی اسمبلی مولانا عبدالحکیم، مولانا حضرت گل بنوں، مجلس کے جواں سال مبلغ حضرت نذیر احمد مناظر مجلس مولانا قاضی اللہ یار، شعلہ نوا مقرر مولانا ضیاء القاسمی نے خطاب کیا جب کہ منظوم ہدیہ عقیدت جناب سلمان گیلانی حافظ محمد شریف منچن آبادی نے پیش کیا۔

چھٹا آخری اجلاس عشاء کی نماز کے بعد زینت القراء قاری محمد عالمگیر پانی پتی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا جبکہ صدارت صدر استقبالیہ مولانا محمد اشرف ہمدانی کر رہے تھے۔ اس اجلاس سے مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی ساہیوال، طالب علم راہنما سید امتیاز حسن۔ فیصل آبادی جناب احمد شہیب صاحب، خاکسار رہنما جناب غلام مرتضیٰ۔ ہفت روزہ ختم نبوت کے ایڈیٹر جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا رابطہ عالم اسلامی کے نمائندے حافظ ظہور الحق ظہور اہل حدیث مکتبۂ فکر کے عظیم رہنما مولانا عبدالقادر روپڑی شیعہ راہنما جناب علی غضنفر کراروی اور مولانا سید افتخار الحسن نے خطاب کیا یہ اجلاس بارہ بجے حضرت مولانا مفتی زین العابدین کی رقت آمیز دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

شیخ التفسیر حضرت علامہ
شمس الحق افغانی قدس اللہ
سرّہٗ

جوزف کرافٹ کے مقالہ کے جوابات

۶ دسمبر ۱۹۸۲ء کو ٹریبون (انٹرنیشنل) میں شائع شدہ جوزف کرافٹ نے اپنے مقالے میں دینِ اسلام پر مختلف اعتراضات کئے تھے جن کے حضرت علامہ شمس الحق افغانی قدس سرہٗ نے درج ذیل جوابات تحریر فرمائے۔

جوزف کرافٹ کے مضمون کا مقصد ہمدردی کے پردہ میں مسلمانوں کو اس امر پر آمادہ کرنا ہے کہ وہ نام نہاد ترقی کی خواہش کی تکمیل کی خاطر اسلام کی تحریف پر آمادہ ہو جائیں۔ جیسے کہ مسیحی مذہب میں پولیس یہودی سینٹ پال اور لوتھر کے ذریعہ ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسیحی مذہب کو حضرت مسیح علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ بلکہ اس کو پولیس یہودی مذہب قرار دینا ہی زیادہ موزوں ہوگا۔ مشہور مسیحی محقق بستانی دائرۃ المعارف میں لکھتا ہے جو کہ مسیحی ہے۔ کہ تثلیث کا لفظ سب سے پہلے سینٹ پال سے سنا ہے۔ جو متعصب یہودی تھا۔ اور اس نے مسیحی توحید کو شرک سے آلودہ کر کے کامیابی کا سانس لیا۔ انجیل کا حال یہ ہے کہ وہ ایک تھی اور اب چار ہیں۔ نجار مصری قصص الانبیاء میں لکھتے ہیں کہ ابتدائی تین صدیوں میں ایک سو سے زائد انجیلیں تھیں جو بعد میں ان سے چار کا انتخاب کر کے باقی کو ترک کر دیا گیا۔ اور یہ فیصلہ بھی نالیسیا کونسل نے ایک فال کی بناء پر کیا۔ پھر ان چار اناجیل کا یہ حال ہے کہ پوپ سکستس کے قدیم کتب خانہ سے انجیل برناباس برآمد ہوئی۔ جس کے مضامین دوبارہ ولادت مسیح علیہ السلام اور بشارت پیغمبر علیہ السلام کی رسالت پر مشتمل تھی۔ پوپ کا مقرب شاگرد فراموا اس کو دیکھ کر مسلمان ہوا۔ یہ انجیل اصل تھی۔ المنار پریس میں چھپ گئی ہے۔

محققین یورپ متفق ہیں کہ ان انجیلوں میں سے ایک بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی نہیں اور نہ ان کا ترجمہ اور نہ ان کی سند ہے۔ پھر بھی محققین مسیحیت کا انجیلوں کے متعلق یہ رائے ہے یعنی انجیل، متی، مرقس، لوقا اور یوحنا۔

انجیل متی

قدما نصاریٰ کا اتفاق ہے کہ یہ اصل انجیل نہیں ہے اور نہ اس کا ترجمہ ہے اور بالفرض اگر ترجمہ ہے تو نہ ترجمہ کا زمانہ معلوم ہے اور نہ مترجم کا نام اور نہ متی حضرت عیسٰی علیہ السلام کا صحابی ہے۔

انجیل مرقس

پطرس گراا گو مروج الاخبار میں لکھتا ہے کہ مرقس یہودی تھا جس نے رومیوں کے مطالبہ پر یہ انجیل لکھی۔ غالباً ۶۰ء میں لکھی۔

انجیل لوقا

مسٹر لڈل بحوالہ اظہار الہام میں لکھتا ہے کہ لوقا کی انجیل الہامی نہیں۔ کیونکہ لوقا نے خود ابتداء میں لکھا ہے۔ کہ اس نے یہ انجیل شاہ فیلس کے ساتھ خط و کتابت کی بنیاد پر لکھی۔ لوقا انطاکیہ میں ملازمت کرتا تھا۔ مسیحیت کو اس نے بدترین دشمن مسیحیت سینٹ پال سے لیا تھا۔ اور افیت، کفارہ، شراب نوشی، مردار کی حلت، خنزیر کی حلت مسیحیت میں داخل کی۔

انجیل یوحنا

کیتھولک ہیرالڈ جلد ۷ میں پروفیسر لق سے نقل کیا ہے کہ یوحنا از ابتداء تا انتہاء اسکندریہ کے ایک طالب علم کی تصنیف ہے (الفاروق باجر زادہ صفحہ ۳۴)

مسیحی محققین کی ان آراء کے علاوہ خود بائبل میں ایسے مضامین موجود ہیں جو موجب توہین خدا توہین انبیاء علیہم السلام اور موجب توہین شریعت ہیں جو تحریف کی داخلی شہادت ہے۔ ان کے حوالہ جات مع عبارت میری تصنیف "علوم القرآن" کے صفحہ ۱۳۸ - ۱۳۹ پر مذکور ہے۔ ہم نے اخلاقاً اسے نقل کرنا ترک کیا۔

اناجیل میں کسی ایک انجیل کا بھی حافظ معلوم نہیں۔ لیکن اس کے برخلاف قرآن کریم، اس کے عہد نبوت خاتم الانبیاء علیہ السلام سے لے کر اب تک لاکھوں حفاظ و قراء کے سینوں میں محفوظ چلا آرہا ہے۔ خدا نے قرآن میں بھی اس کی حفاظت کا ذکر کیا ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ ترجمہ: (اللہ فرماتا ہے) ہم نے قرآن اتارا ہے ہم اس کی حفاظت ضرور کرتے رہیں گے۔

اس طرح کئی آیات ہیں۔ قرآن کی حفاظت تحریری کا یہ حال ہے کہ عہد نبوت سے اب تک کتابی اور تحریری صورت میں بھی محفوظ چلا آرہا ہے۔ اور تمام نسخہ جاتِ قرآن میں کوئی فرق نہیں۔ بلکہ تعداد سورۂ قرآن، تعداد آیات تعداد کلمات، تعداد حروف اور تعداد ضمات و کسرات و فتحات اور سکونات سب محفوظ ہیں۔ یہاں تک کہ ترتیب سورۂ و آیات بھی الہٰی اور توقیفی ہے۔ ان سب مذکورہ تعداد کو ہم نے اپنی تصنیف "علوم القرآن" کے صفحہ ۱۴۲، ۱۴۳ پر حوالہ جات کے ساتھ نقل کیا ہے۔ حفظی اور تحریری حفاظت کے علاوہ عملی حفاظت کہ تمام مسلمانوں کا اس پر عمل بھی چلا آرہا ہے اور بدلا نہیں۔ مسیحیت میں اصولی تبدیلی ہوئی۔ مثلاً قرآن میں اللہ وحدہٗ لاشریک اور بے مثال ہے۔ لیکن انجیل یا بائبل میں تثلیث۔ قرآن میں ثواب کا دار و مدار اعمال پر ہے۔ انجیل میں مسیحیوں کے عقیدے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مصلوب ہونا ہی نجات کے لئے کافی ہے۔ ختنہ اور غسل جنابت ضروری ہے۔ اناجیل میں پولیس نے خارج کیا۔

قرآن کے تمام عالم کے نسخوں کا اگر مقابلہ کیا جائے تو ان میں کوئی فرق نہیں بلکہ کسی جلسہ میں اگر کوئی مقرر قرآن پڑھے۔ اور زیر و زبر کا فرق اس کی زبان سے صادر ہو جائے تو متعدد اشخاص بول اٹھتے ہیں کہ یوں نہیں یوں ہے۔

حقانی نے بحوالہ الیس نقل ہے۔ کہ ۰ بائبل کے قدیم اور جدید نسخوں کا مقابلہ کیا گیا۔ تو تیس ہزار اختلافات نکل آئے۔ ڈاکٹر گرلیباخ نے اور زیادہ نسخوں کا مقابلہ کیا۔ یعنی ۳۵۵ نسخوں کا تو ڈیڑھ لاکھ اختلافات نکل آئے۔ پادری فنڈر اختتام مناظرہ آگرہ (ہندوستان) میں اپنی کتاب مناظرہ مطبوعہ اکبر آباد میں لکھتے ہیں کہ: "بلاشک بعض خرابیاں یعنی تحریفات جان بوجھ کر بعض لوگوں نے کیں۔ جو دیندار مشہور تھے۔ اور ہر حال میں تمام یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ صحیح کون ہے"

بڑی مصیبت یہ ہے کہ بالاتفاق اصل تورات اور انجیل عبرانی زبان میں تھے۔ لیکن عبرانی نسخہ ناپید ہے جو عبرانی نسخہ موجود ہے وہ یونانی نسخہ کا ترجمہ ہے بلکہ کرۂ ارض سے عبرانی زبان بولنے والے ختم ہو گئے۔ صرف علم الالسنہ کے تحت اس کی تعلیم دی جاتی ہے۔ لیکن عربی زبان جو قرآن کی زبان ہے۔ زمانہ نزول کے وقت کے محدود دائرہ حجاز یمن اور نجد سے نکل کر عراق مصر، شام، شمالی افریقہ میں عام ہو گئی اور عالم اسلام میں عربی جاننے والے ہر شہر اور قصبہ میں موجود ہیں۔

قدرت الٰہی کے تصرف سے جس کتاب کو رہتی دنیا تک باقی رہنا مقدر تھا۔ اس کو پھیلایا اور باقی زبانوں کو عام استعمال کے دائرے سے ختم کر دیا۔ ترقی اور اسلام ان دو امور کے متعلق میں نے دو مستقل کتابیں لکھیں ہیں (۱) ترقی اور اسلام (۲) عالمگیر مذہب یہاں میں صرف جوزف کرافٹ کا جواب لکھتا ہوں۔

اصلاح

اصلاح بمعنی تبدیلی کے ناممکن ہونے میں خود جوزف کرافٹ کی اس تحریر میں اس کے قلم سے بجگین کے پروفیسر ہنری کلیمنٹ مور کے حوالہ میں یہ تحریر موجود ہے کہ اسلام کی پیدائش ہی اصلاح یافتہ صورت میں ہوئی، بالکل درست ہے کہ جو کتاب یعنی قرآن ہر زمانہ اور ہر قوم کے لئے ابد تک ہدایت نامہ ہوا اور علم الٰہی کے سرچشمہ سے اس کا ظہور ہوا ہو۔ اور چودہ سو سال تمام اقوام اسلامیہ پر اس کا مسلسل عمل چلا آرہا ہو۔ یہ اس کتاب اور دین کے اصول کے متعلق انسانی اصلاح سے غیر محتاج ہونے کی واضح دلیل ہے اور ہر زمانہ کے تمام شعبہ ہائے زندگی کے لئے وہ فٹ ہے۔ مسیحی محققین کا بھی اس پر اتفاق ہے۔ انگلستان کے مشہور مسیحی مؤرخ گبن اپنی کتاب "تاریخ سلطنت روما" پانچویں جلد کی پچاسویں باب میں لکھتے ہیں:۔

"شریعت اسلام ایسے دانشمندانہ اصول اور اس قسم کے عظیم الشان قانونی انداز پر مرتب ہوئی کہ سارے جہان میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی"

مسٹر کارلائل لکھتے ہیں کہ شریعت اسلام کے قوانین اور ضوابط کا لوہا آج بھی باین ہمہ ترقی وحکمت دنیا ماننے پر مجبور ہے مسٹر ڈی رائٹ مشہور نامہ نگار انگلستان لکھتے ہیں "تاریخ انسانی میں ایسے شخص کا وجود نہیں جس نے احکام خداوندی کو مستحسن طریقہ سے انجام دیا ہو۔ جس طرح کہ پیغمبر علیہ السلام نے انجام دیا پروفیسر باسورسمتھ نے تو کمال کیا۔ لکھتے ہیں کہ عیسائی ایک دن بالاتفاق اس کی تصدیق کریں گے کہ بلاشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں! لارڈ برناڈ شاہ مشہور ادیب انگلستان کا اقرار ہے کہ دور حاضر کی اصلاح قطعاً ناممکن ہے۔ جب تک پیغمبر اسلام جیسی شخصیت کو موجودہ دنیا کا ڈکٹیٹر نہ بنایا جائے۔ ڈاکٹر مارلیس لکھتا ہے "قرآن نے فطرت کائنات کی دلیلوں سے خدا کو سب سے اعلیٰ ہستی ثابت کرکے انسان کو اسکی اطاعت پر جھکا دیا" مسٹر جی ٹی لکھتے ہیں: "قرآن نے بے شمار انسانوں پر اثر ڈالا۔ اور سائنس کی دنیا نے قرآن کی ضرورت کو اور واضح کر دیا" مسٹر عمانوئل ڈی انش لکھتے ہیں: "قرآن کی روشنی اس وقت یورپ میں نمودار ہوئی۔ جب تاریکی محیط ہو رہی تھی اور اس سے یونان کے مردہ علم وعقل کو زندگی مل گئی۔"

مسٹر این۔ ایس لیڈر لکھتا ہے "تعلیم قرآن سے حکمت و فلسفے کا ظہور ہوا۔ اور ایسی ترقی کی کہ اپنے وقت کی بڑی بڑی یورپین حکومت سے بڑھ گیا۔"

جوزف کرافٹ کا یہ لکھنا کہ اسلام کا نظام ڈھیلا تھا۔ کیا کسی ڈھیلے ڈھالے نظام کے متعلق مخالفین اسلام ایسی شہادتیں دے سکتے ہیں۔ اب میں تاریخی حیثیت سے پوچھتا ہوں کہ کیا تاریخ ادیان عالم میں ایسی کوئی مذہبی کتاب کا وجود ہے۔ کہ وہ حرف بحرف کاغذات میں اور سینوں میں اس طرح محفوظ ہو اور اب تک اس کے اصول پر کوئی فلسفی معقول اعتراض کرنے پر قادر ہو سکا ہو اور قلیل عرصے میں انڈونیشیا اور مراکش سے لے کر کاشغر تک کے بے شمار اقوام کے قلوب کو مسخر کیا ہو۔ اور ایسی روحانی اور اخلاقی تبدیلی پیدا کی۔ کہ بقول جارج زیدان تمدن عرب، وہ انسانی صورت میں فرشتے بن کر چلتے تھے۔ دنیا کی وہ عظیم الشان سلطنتیں جو مشرق و مغرب پر سینکڑوں سال سے حاوی تھیں وہ کسریٰ اور قیصر کی حکومتیں تھیں جو دولت، تعداد اور سامان جنگ صنعت وحرفت اور علم طبعی وغیرہ میں فائق تھے قرآن نے عرب کی ایسی قوم جو جہانگیری اور جہانبانی کی حقیقت اور تعلیم سے ناآشنا تھے۔ اس کو تھوڑے عرصے میں ایسی بااخلاق اور صاحب سیاست وحکمت قوم بنایا۔ جس کی تاریخ انسانیت میں نظیر نہیں۔ اور کسریٰ اور قیصر کی عظیم سلطنتوں نے جب اس کے عرب قوم کا مقابلہ کیا۔ تو اس نے اس کے تاج وتخت کا غبار بنا کر

رکھ دیا۔ یہی حال ہندوستان کا بھی ہوا۔ پھر ان کے اخلاق انصاف و مساوات، خدا پرستی، غریب نوازی اور مظلوم کی اعانت کے واقعات ایسے ہیں جن کی نظیر پیش کرنے سے پوری انسانی تاریخ خالی ہے۔

ترقی

ترقی کے لئے سامان جنگ، صنعت، اتفاق اور روحانی قوت۔ سامان جنگ اور صنعت کے متعلق یہ ارشاد قرآن مجید وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ تیار کرتے رہو۔ سامان جنگ جو تم کو تمام دشمنان اسلام پر قوی اور طاقت ور بنانے کے لئے کافی ہے اگرچہ نزول قرآن کے زمانہ میں جنگ کے اسباب سادہ تھے۔ تیر، تلوار اور نیزہ اور ڈھال زرہ وغیرہ مواصلات، گھوڑے اور اونٹ تھے۔ لیکن خدائے قرآن کو اس زمانے کے مصنوعات کا بھی علم تھا۔ اس لئے ان ساری چیزوں کا نام نہ لیا۔ صرف عالمگیر لفظ قوۃ کا استعمال کیا۔ یعنی قوت جس میں دورِ جدید کے توپ، ٹینک میزائل، ایٹم بم، ہائیڈروجن بم، جوہری ہتھیار اور دیگر سامان جنگ جو آئندہ زمانے میں پیدا ہو گا۔ سب داخل ہیں۔ نماز روزہ، حج، زکوٰۃ سب محدود ہیں۔ نماز سترہ رکعت فرض ہے اگرچہ آدمی اس سے زیادہ پڑھنے کی طاقت رکھتا ہے۔

یہی حال روزے کا ہے۔ اگرچہ چھ ماہ روزے رکھ سکے جب بھی ایک ماہ کا روزہ فرض ہے۔ زکوٰۃ اڑھائی فیصد۔ اگرچہ طاقت بیس فیصد کی ہو۔ زمینی پیداوار کا عشر بھی محدود ہے۔ بارانی زمینوں کی پیداوار کا دسواں حصہ اور دیگر زمینوں کی پیداوار کا بیسواں حصہ۔ حج ساری عمر میں ایک بار فرض ہے لیکن آج کل ترقی کا مدار دیگر اسباب کے علاوہ سامان جنگ پر بھی ہے۔ چنانچہ امر کا لفظ لایا جو آرڈر ہے اور فرضیت پر دال ہے پھر عجیب یہ کہ سامان جنگ کو عبادات کیطرح محدود نہیں رکھا۔ بلکہ "مَا اسْتَطَعْتُمْ" کا لفظ لایا جس کا مطلب یہ ہے کہ پورے عالم اسلامی کی استطاعت جس قدر سامان جنگ کا ہو۔ اس مقدار پر بنائے۔ توپ، ٹینک، ایٹم بم، وغیرہ کو اگر ایک لاکھ تک مالی استطاعت کے تحت بنا سکتے ہیں۔ اور پھر اس سے ایک کم بنائے تو مسلمان مجرم اور گنا ہگار ہوں گے۔ قوت میں زراعت بھی داخل ہے۔ اگر ایک ایکڑ سے بیس من گندم ایک مسلمان اگا سکتا ہے۔ تو پھر انیس من اگائے۔ تو گنا ہگار ہوگا۔ کیونکہ خوراک اور اس طرح پوشاک بھی سامان جنگ میں داخل ہے۔ اس طرح بوٹ بنانے کے کارخانے، کپڑا بنانے کے کارخانے بھی سامان جنگ میں داخل ہیں۔

مواصلات کے سلسلہ میں یہ آیت کافی ہے۔ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ آمدورفت کا سارا سامان دور نزول قرآن میں گھوڑے، خچر گدھے اونٹ وغیرہ تھے۔ لیکن خدائے قرآن کو مستقبل کے زمانے کا بھی علم تھا۔ کہ موٹر، لاری، بحری اور ہوائی جہاز بھی بنیں گے اور سیارے وغیرہ بھی۔ تو فرمایا۔ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ۔ یعنی ان چیزوں کو بھی بنائے گا۔ جن کا تم کو علم نہیں۔ یعنی جدید مواصلات

ترقی اتحاد

قرآن نے اتحاد پر متعدد آیات میں زور دیا ہے۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذکنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔

سورہ حجرات میں ہے۔ انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم۔ حدیث شریف میں ہے۔

المسلمون کرجل واحد ان اشتکی عینہ اشتکی کلہ وان اشتکی راسہ اشتکی کلہ۔

اول آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ دین اسلام کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو سب کے سب اور جدا نہ ہو۔ اور اللہ کا یہ احسان یاد کرو کہ تم قبل از اسلام ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اسلام کی نعمت سے تم ایک دوسرے کے بھائی بن گئے۔

دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ

تمام مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں تو مصالحت کرتے رہو ان کے درمیان۔

حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ:۔

تمام عالم اسلام کو ایک شخص کیطرح سمجھو کہ اگر اس کی آنکھ دکھ جائے۔ تو پورے بدن کو دکھ ہو تو پورا بدن دکھتا ہے۔ اس طرح تمام عالم اسلام کے دکھ کو اور سکھ کو ایک سمجھو۔ وحدت صفت خداوندی ہے۔ جو قوم وحدت الٰہی کا مظہر بن جاتی ہے۔ تو وہ قوم دیگر اقوام کے مقابلہ میں غالب ہو جاتی ہے۔

خاتمہ کلام

اسلام اور قرآن میں مادی اور روحانی ترقی کے تمام اسباب موجود ہیں۔ مادی اسباب کے بنیادی اصول حسب ذیل ہیں۔ (۱) تمام عالم اسلام کا فرض ہے کہ مادی قوۃ اپنی طاقت کی آخری سرحد تک اس قدر مکمل کر دے کہ دشمنان اسلام اس طاقت کو دیکھ کر مرعوب ہو جائیں۔ اور مقابلہ کی جرأت نہ کر سکیں ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم جنگ میں آلات جنگ کی بھی ضرورت ہے ٹینک، میزائیل، توپ اور ہوائی اور بحری بیڑے کے بعد ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم یا آئندہ زمانے کے جراثیمی اور شعاعی بم، قرآن ایسا لفظ لایا جو جنگ کی تمام اسلحہ جدیدہ زمانہ حال کے ہو یا مستقبل کے، شامل ہے۔

جنگ اور فتح کے لئے خوراک پوشاک اور تیل وغیرہ کی بھی ضرورت ہے کہ صنعتی کارخانے، ترقی زراعت اور پٹرول کی صنعت کی بھی ضرورت ہے اور لوہے سے متعلق آلات کے لئے اس کو پگھلانے اور مصنوعات کی بھی ضرورت ہے قرآن میں ہے:۔

وانزلنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس ۰ اور ہم نے اتارا لوہے کو کہ اس میں خطرناک مہلک سامان کی صلاحیت ہے اور لوگوں کے لئے منافع۔

مثلاً ریل کی پٹڑیاں، زرعی ترقی کے لئے ٹریکٹر اور بلڈوزر وغیرہ اور اسی طرح تخم اور کھاد کے کارخانے بھی اس میں داخل ہیں اور آب پاشی کے لئے نہریں اور ٹیوب ویل وغیرہ بھی اور جنگی طاقت اور قوت کے لئے۔ میڈیکل سائنس یعنی ڈاکٹر، سرجنوں اور دواؤں کی ضرورت ہے یہ سارے قوت کے مفہوم میں داخل ہیں۔

(۲) سب ترقی واتحاد واتفاق جو واعتصموا بحبل اللہ کا مفہوم ہے۔ یعنی اسلام کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو تاکہ اس کے ذریعہ تم مضبوط رہو۔ یہ جسمانی اور مادی قوت ہے۔ لیکن ان اسباب کا استعمال درحقیقت روح انسانی سے وابستہ ہے کہ پاکیزہ مقصد یعنی انصاف اور حمایت مظلوم کے لئے استعمال کرے نہ کہ ظلم اور قومی برتری کے لیے

ورنہ ترقی نہیں بلکہ عالمی تباہی ہے رومی کا شعر ہے

بد گوہر را علم وفن آموختن
دادن تیغ است بدست راہزن

حفاظت دین ودنیا کے لئے بوقت ضرورت جنگ فطرت انسانی میں داخل ہے۔ اور ایک گال پر تھپڑ مارنے والے کے آگے دوسری گال کو پیش کرنا ترقی نہیں بلکہ خودکشی ہے جو انجیل کی تعلیم ہے۔

اسلام کا پہلا دور ترقی اور عروج کا تھا قرآن اور اسلام پر عمل تھا۔ اس دور میں حکیم عباس نے ہوائی جہاز بنایا۔ عرب سائنسدان نے گھڑی اور قطب نما بنایا۔ روس کے اقرار کے پیش نظر جو ماسکو ریڈیو نے نشر کیا۔ انہوں نے اندلس کے سائنسدانوں جو مسلمان تھے۔ کی کتابوں کو ماسکو پہنچایا۔ اور تجربات کئے جس کی مدد سے انھوں نے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم بنایا۔ اس اندلس سے یورپ نے سائنس سیکھا اور مسلمانوں نے سائنس کا اپنا ورثہ چھوڑا۔

عیسائیوں کا عروج اسلامی تعلیم اور ترک مسیحیت سے ہوا لیکن مسلمانوں کا زوال اسلام پر عمل نہ کرنے سے ہوا اور مسلمانوں کے دور عروج اور آخر دور زوال کا مقابلہ کرتے ہوئے علامہ اقبال کہتا ہے:۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

ختم نبوت کانفرنس ختم ہو گئی ایک لاکھ فرزندان توحید نے شرکت کی

ربوہ کی پہاڑیوں سے مزدوروں کو پتھر نکالنے کی اجازت دی جائے، تحصیل کے دفاتر ربوہ منتقل کرنے کا مطالبہ

چنیوٹ (نامہ نگار) ربوہ میں منعقد ہونے والی دو روزہ ختم نبوت کانفرنس آج یہاں ختم ہو گئی۔ کانفرنس میں ایک لاکھ کے قریب فرزندان توحید نے شرکت کی۔ کانفرنس میں متعدد قراردادیں منظور کی گئیں ایک قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ ربوہ کی جن پہاڑیوں کو خطرناک علاقہ قرار دیا گیا ہے وہ ختم کیا جائے اور مزدوروں کو اس علاقے سے پتھر نکالنے کی اجازت دی جائے کیونکہ پابندی کے حکم سے یہ مزدور بے روزگار ہو کر رہ گئے ہیں۔ ایک دوسری قرارداد کے ذریعے تحصیل کے دفاتر لالیاں سے دوبارہ ربوہ منتقل کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ قرارداد میں کہا گیا کہ لاکھوں روپے کی لاگت سے ربوہ میں تحصیل کی عمارت تعمیر کی گئی مگر اب یہ عمارت خالی پڑی ہے اور قادیانی اس پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مزید براں جو لوگ روزانہ تحصیل ربوہ میں آتے جاتے تھے اب ان کا آنا جانا بند ہو گیا ہے اور ربوہ جسے کھلا شہر قرار دیا گیا تھا اب پھر پراسرار شہر بنتا جا رہا ہے ایک اور قرارداد میں مولانا اسلم قریشی کی گمشدگی کا معمہ حل کرنے اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کیا گیا۔

ایک اور قرارداد میں کہا گیا کہ چھ اکتوبر ۸۲ء کو قادیانی ہوٹل سیالکوٹ سے جس قادیانی صفدر رانا کو پولیس نے اپنی حراست میں لے لیا ہے۔ اس کے بیان کے مطابق اس کا مرزا طاہر سے گہرا تعلق ہے قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ مرزا طاہر احمد اور قادیانیوں کی مرکزی تنظیم کے دیگر عہدے داران کو بھی شامل تفتیش کیا جائے۔ ایک اور قرارداد کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ڈائریکٹر ہاؤسنگ سرکل فیصل آباد مرزا مبارک احمد کو فوری تبدیل کر کے کسی مسلمان کو تعینات کیا جائے ایک اور قرارداد کے ذریعے صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق سے مطالبہ کیا گیا کہ مرتد کی سزا جاری کی جائے اور ارتداد کی تبلیغ کرنے والوں کو سزا دینے کے لیے آرڈی ننس جاری کیا جائے۔ مرزائیوں کے کھلے عام جلسہ کرنے پر پابندی لگائی جائے جو مرزائی اپنے آپ کو ناواقف لوگوں پر مسلمان ظاہر کرتے ہیں ایسے مرزائیوں کو سزا دینے کے لیے بھی آرڈی ننس جاری کیا جائے۔

آخری روز کانفرنس کے تین اجلاس ہوئے مولانا عبدالرحمن یعقوب باوا کراچی، سید فضل الرحمن احرار، مولانا عبدالشکور دین پوری، مولانا حبیب اللہ، مولانا ضیاء القاسمی، مولانا غلام حبیب قاضی اللہ یار، مولانا نذیر احمد، مولانا گل بنوں۔ سلمان گیلانی۔ مولانا منظور احمد الحسینی کراچی، مولانا علی غضنفر کراروی، مولانا محمد اشرف ہمدانی، مولانا عبدالقادر روپڑی، قاری عطاء الرحمن ڈیرہ اسماعیل خان، مولانا صاحبزادہ افتخار الحسن اور دیگر متعدد سیاسی سماجی اور مذہبی کارکنوں نے خطاب کیا۔ کانفرنس کے دوران نماز جمعہ تمام مکاتیب فکر کے مسلمانوں نے اکٹھے ادا کی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی طرف سے پاکستان کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے مسلمانوں کے لیے رہائش اور خوراک کا بہترین انتظام تھا۔ کانفرنس کی ایک قرارداد میں مولانا شمس الحق افغانی، علامہ رحمت اللہ ارشد جلال پور، مفتی جعفر حسین گوجرانوالہ، مولانا غلام حیدر، اسلام آباد، مولانا محمد علی، میاں محمد بٹالوی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ
لاہور)

ختم نبوت کے مسئلہ پر تمام مسلمانوں کو متحد ہو جانا چاہیئے

ایسے کسی آئین کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ جس میں عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ نہ کیا گیا ہو۔

حکومت مرزائیوں کی اشتعال انگیز سرگرمیوں کا نوٹس لے۔ ختم نبوۃ کانفرنس کے پہلے روز علماء کی تقاریر

کوئٹہ، ۷۔اکتوبر (اسٹاف رپورٹر) قوم ایسے کسی آئین کو قبول نہیں کرے گی جس میں عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ نہ کیا گیا ہو۔ حکومت مرزائیوں کی اشتعال انگیز سرگرمیوں کا نوٹس لے اور مولانا اسلم قریشی کے اغوار کے مجرموں کو گرفتار کرے۔ ان خیالات کا اظہار ممتاز علماء کرام نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کے پہلے روز کیا۔ آج رات جامع مسجد طوبیٰ میں مجلس تحفظ ختم نبوت، پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف جالندھری نے مجلس کی تبلیغی سرگرمیوں پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی اور کہا کہ ہماری جماعت ملکی سیاسیات اور فرقہ واریت سے بالاتر رہ کر اتحاد بین المسلمین استحکام پاکستان، تبلیغ اسلام اور رد مرزائیت کے لیے کام کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مقام افسوس ہے کہ موجودہ دور میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں اور اشتعال انگیزیوں میں اضافہ ہوگیا ہے مولانا جالندھری نے کہا کہ مقام افسوس ہے کہ اسلامی مملکت سے ایک مبلغ اسلام مولانا اسلم قریشی کا اغوا ہوا اور ۸ ماہ گذر جانے کے باوجود ان کو برآمد نہ کیا جا سکا اور ان ملزموں کو گرفتار نہ کیا گیا جن کی مجلس نے نشاندہی کی ہے انہوں نے واشگاف الفاظ میں اعلان کیا۔ کہ مولانا اسلم قریشی کے خون کا بدلہ لیا جائے گا۔ مناظر اسلام مولانا قاضی اللہ یار نے مسئلہ ختم نبوت اور حیات مسیح پر مناظرانہ تقریر کی۔ ممتاز عالم دین مولانا جمال اللہ الحسینی نے کہا کہ اس وقت انتشار ملک کے اندر قادیانی پھیلا رہے ہیں۔ قادیانی ۱۹۷۳ کے آئین کو منسوخ کرانے کے لیے ہر وہ کام کر رہے ہیں جس سے ملک داؤ پر لگ جائے۔

مولانا اللہ یار نے کہا ۱۹۷۳ء کا آئین صحیفہ آسمانی نہیں ہے لیکن یہ ملت اسلامیہ کی نوے سالہ جدوجہد اور مسلمانان عالم کی عظیم قربانیوں کا ثمرہ ہے اس لیے مسلمان کسی ایسے آئین کو تسلیم نہیں کریں گے۔ جس میں مسئلہ ختم نبوت شامل نہ ہو اس سے قبل جامع مسجد چلتن مارکیٹ میں خطاب کرتے ہوئے مجلس کے مرکزی رہنما مولانا ممتاز الحسن شاہ نے کہا کہ ہمیں ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کرنی چاہیئے اور مسئلہ ختم نبوت کے لیے تمام مسلمانوں کو متحد ہو جانا چاہیے۔ ختم نبوت کانفرنس کا آخری اجلاس کل رات بعد نماز عشاء جامع مسجد طوبیٰ میں منعقد ہوگا۔ جس سے مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا سید ممتاز الحسن شاہ اور دیگر علماء خطاب کریں گے۔ (بشکریہ جنگ کوئٹہ)

بقیہ:- خصائل نبوی ؐ

ہے اور تھیلی میں تھوڑے سے جو ہیں۔ میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور بیوی نے جو پیس کر آٹا گوندھا۔ گوشت دیگچی میں پکنے کے لیے رکھ کر میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے چپکے سے عرض کیا کہ تھوڑا سا کھانا موجود ہے۔ آپؐ اور چند رفقاء آپ کے ساتھ تشریف لے چلیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر تمام اہل خندق کو جو تقریباً ایک ہزار آدمی تھے اعلان فرما دیا کہ جابرؓ کے یہاں دعوت ہے سب چلیں اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اتنے میں نہ آؤں دیگچی کو چولہے سے نہ اتارنا اور نہ کوئی روٹی پکانا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو آٹے اور دیگچی پر دم کیا جس کی وجہ سے اس قدر برکت ہوئی کہ اس سے دیگچی میں سے برابر سالن نکلتا رہا اور اس آٹے سے برابر روٹیاں پکتی رہیں۔ خدا کی قسم ایک ہزار آدمی کھا کر چلے گئے اور دیگچی میں سالن جوش مارتا رہا اور اس آٹے سے برابر روٹیاں پکتی رہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

مسلمان عورت کو مرتد کرنے کے لیے اغوا کرنے کے الزام میں ۳ قادیانی گرفتار

مغویہ ایک قادیانی زمیندار کے غریب ہاری کی بیوی ہے ۔ عدالت نے درخواست ضمانت قبل از گرفتاری مسترد کردی

کنری، ۱۰ر نومبر (نامہ نگار) گذشتہ جمعرات کو کنری کی عدالت سے ضمانت رد ہونے پر چار قادیانی ملزموں میں سے تین کو رات کو ڈرامائی انداز میں چھاپہ مار کر گرفتار کر لیا۔ تفصیلات کے مطابق ایک غریب مسلمان عبدالمالک کنری کے قریب قادیانی اسٹیٹ محمود آباد میں ایک قادیانی زمیندار کی زمین کاشت کرتا تھا۔ اور بیوی بچوں کے ساتھ زمین پر رہتا تھا۔ قادیانیوں نے مذکورہ ہاری پر اپنے عقیدے کا پرچار شروع کر دیا اور جب عبدالمالک ان کے جھانسے میں نہ آیا تو اس کی بیوی کو قادیانی عورتوں کی مدد سے ورغلا کر اغوا کر لیا گیا۔ اور عبدالمالک کو بیوی کو چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ پولیس میں رپورٹ درج کرانے تھانے پہنچا تو رپورٹ درج کرنے کے بجائے اسے پکڑ کر بند کر دیا گیا۔ اس بات کا علم جب شہر کے علماء اور مسلمان تنظیموں کو ہوا تو ایک وفد نے ضلعی حکام اور ایس پی تھرپارکر سے مل کر انہیں حقیقت سے آگاہ کیا۔ اور اعلیٰ حکام کے حکم پر عبدالمالک کی بیوی کے اغواء کا مقدمہ درج ہوا۔ مگر پولیس کی نرمی اور چشم پوشی کی وجہ سے ملزموں نے ضمانت قبل از گرفتاری منظور کرا لی۔ بعد ازاں مقدمہ کی سماعت کے دوران وہ پیروی کے لئے کوئی وکیل بھی نہ کر سکا۔ کیونکہ اس کے پاس کرایہ کی رقم تک نہ تھی۔ تاہم عدالت نے ملزموں کی درخواست ضمانت قبل از گرفتاری رد کر دی ملزم یہ معلوم ہوتے ہی فرار ہو گئے۔ اور رات کی تاریکی میں کنری میں اپنے گھر میں داخل ہوئے تو محلے والوں نے پولیس کو اطلاع دے دی جس پر کنری تھانہ کے نئے ایس ایچ او احمد خان جمالی نے جو اب تک قادیانیوں کے چکر میں نہیں آئے تھے۔ اپنی ذمہ داری کو دیانت داری سے پورا کرتے ہوئے چار ملزموں میں سے تین کو گرفتار کر لیا اور ریمانڈ حاصل کر کے تحقیقات شروع کر دی ہے غیر مصدقہ ذرائع کے مطابق ملزموں نے اغوا شدہ عورت کی نشاندہی کر دی ہے کہ وہ پنجاب میں کس جگہ رکھی گئی ہے۔ اور پولیس ایک ملزم کو ساتھ لے کر اس کی بازیابی کے لئے روانہ ہو چکی ہے۔ (۱۰ر نومبر ۱۹۸۳ء بشکریہ روزنامہ جسارت)

بقیہ : مسئلہ ختم نبوت

مرزا کا دوسرا قول

الہمت و علمت من لدنہ ان النزول فی اصل مفہومہ حق ولکن مافہم المسلمون حقیقتہ ۔ لان اللّٰہ اراد اخفاءہ فغلب قضاءہ ومکرہ وابتلاءہ علی الافہام فصرف وجوھھم من الحقیقۃ الروحانیۃ الی الخیالات الجسمانیہ فکانوا بہا من القانعین ۔ وبقی ھذا الخبر مکتوبا مستورا کالحب فی السنبلۃ قرنا بعد قرن حتی جاء زماننا فکشف اللہ حقیقتہ علینا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
فاخبرنی ربی ان النزول روحانی لا جسمانی (آئینہ کمالات صفحہ ۲۵۲)

مرزا غلام احمد کے اس قول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا کے زمانے تک تمام حضرات حیاتِ عیسیٰ رفع جسمانی کے قائل چلے آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو رفع جسمانی کی طرف متوجہ کیا ہوا تھا۔ لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ اجماع امت اس بات پر رہا۔ اور ہے کہ سیدنا عیسیٰؑ بجسدہٖ آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت نزول فرمائیں گے۔ نصاریٰ نجران جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آکر کہا ان لم یکن عیسی ابن اللہ فمن ابوہ وخاصموہ جمیعا صلی اللہ علیہ وسلم فی عیسی فقال لہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم الستم تعلمون انہ لا یکون ولد الا وھو یشبہ اباہ فقالوا بلی قال الستم تعلمون ۔ ان ربنا حی لا یموت وان عیسی یاتی علیہ الفناء قالوا بلی قال الستم تعلمون ان ربنا قیم علی کل شی یحفظہ و یرزقہ قالوا بلی (تفسیر معالم التنزیل مع خازن صفحہ ۲۳۸ جلد ا)

ABC
کوشش کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا
ABC brother KNITTING MACHINE
SANAULLA CARPET YARNS
ABC Cashmilon BLANKETS
ABC KNITTING YARNS
ثناءاللہ وولن ملز لمیٹڈ
تیسری منزل چینوراما سینٹر
فاطمہ جناح روڈ۔ کراچی
فون:- ۵۱۶۰۳۵ - ۵۱۶۰۳۴
adcom-126

حالات بنات طاہرات لسید الکائنات

صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہن

از قلم :- عطاء الرحمٰن رحمانی - مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ خانوخیل - ڈیرہ اسماعیل خان

محترم قارئین کرام ! جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد صاحبزادیوں کا ہونا کتاب و سنت سے ثابت ہے اس مسئلہ پر مختصر سا اتنا عرض ہے کہ قرآن مجید میں آپ کی صاحبزادیوں کے متعلق لفظ بنات استعمال ہوا ہے جو کہ بنت کی جمع ہے۔ پھر اس میں خطاب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور جمع کا صیغہ کم از کم تین کے لئے ہوتا ہے تو قرآن مجید کی نص صریح سے یہ معلوم ہو گیا کہ آپ کی ایک صاحبزادی نہیں بلکہ ایک سے زائد ہیں۔ اور تاریخ و مستند روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی صاحبزادیوں کی تعداد چار تھی، اس تعداد پر سب مؤرخین و محدثین متفق ہیں۔ اور چاروں ہی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے تھیں۔ جیسا کہ علامہ یعقوب کلینی شیعہ محدث نے لکھا ہے۔ وتزوج خدیجۃ وھوا بن بضع وعشرین سنۃ فولد لہ منھا قبل مبعثہ علیہ السلام القاسم ورقیۃ وزینب وام کلثوم وولد لہ بعد المبعث الطیب والطاھر و فاطمۃ علیہا السلام (کافی کلینی اصول ج ۲ ص ۴۳۹ بحوالہ جواہر القرآن) یعنی حضور علیہ السلام نے بیس سال سے کچھ زائد عمر میں حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا تو نبوت سے پہلے بطن خدیجہ سے قاسم، رقیہ، زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں اور نبوت کے بعد طیب طاہر اور فاطمہ پیدا ہوئے اور ملا باقر مجلسی شیعہ لکھتے ہیں۔" در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ وام کلثوم و رقیہ و زینب (حیات القلوب ج ۲ ص ۵۸۸ بحوالہ جواہر القرآن)

اور قرآن مجید میں لفظ بنات سے امت کی عورتیں مراد لینا سراسر غلط ہے۔ کیونکہ امت کی عورتوں کا ذکر ساتھ ہی بصراحت مذکور ہے۔ آیت ملاحظہ فرمائیے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَ
نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ (پ ۲۲)

تو حاصل یہ نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا تعدد ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ اور اس کا انکار صحیح نہیں۔ مزید تفصیلات اور حوالہ جات کے لئے اس موضوع پر علمائے کرام نے مستقل رسائل تحریر فرمائے ہیں۔ ان کی طرف رجوع کیا جائے۔

حالات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کل چار صاحبزادیاں ہیں۔ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم، سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور چاروں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے ہیں۔ اب چاروں کے تفصیلی حالات ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

نام : زینب نام تھا۔ صاحبزادیوں میں سے سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔

ولادت: آپ کی بعثت سے دس سال قبل پیدا ہوئیں۔ اس وقت آپ کی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک تیس سال تھی۔

نکاح: ان کا نکاح مکہ ہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی کے ساتھ قبل از نبوت ہوا جو حضرت خدیجہؓ کی سگی بہن ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے اور یہ نکاح حضرت خدیجہ کے سامنے ہوا تھا۔ حضرت خدیجہؓ نے حضرت زینبؓ کو جہیز میں دیگر سامان کے علاوہ عقیق یمنی کا ایک ہار بھی دیا تھا۔

ہجرت: چونکہ ابوالعاص کا اسلام تاخیر میں رہا۔ حضرت زینبؓ نے ابوالعاص کو شرک کی حالت مکہ مکرمہ ہی چھوڑ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

عام حالات: نبوت کے ابتدائی زمانہ میں کفار نے ابوالعاص کو بہت اکسایا کہ وہ سیدہ زینب کو طلاق دے دیں مگر اس نے انکار ہی کیا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوالعاص کے اس فعل کی تعریف و توصیف فرماتے تھے اور اس کی قرابت کو اچھا سمجھتے تھے۔ غزوہ بدر میں ابوالعاص مشرکین کی جانب سے شریک ہوئے۔ اور عبداللہ بن جبیر نعمان انصاری نے ان کو قید کیا۔ اس کے علاوہ اور بھی گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے فدیہ بھیجا۔ حضرت زینب نے بھی عمرو بن ربیع کے ہاتھ وہ ہار بھیجا جو ان کی اپنی والدہ ماجدہ نے جہیز میں دیا تھا۔ حضرت کی خدمت میں جب وہ ہار پیش کیا گیا تو آپ اس ہار کو پہچان گئے۔ حضرت خدیجہ کی یاد تازہ ہو گئی۔ آبدیدہ ہو گئے اور لوگوں سے فرمایا۔ اگر تم مناسب خیال کرو تو یہ ہار واپس کر دیا جائے۔ اور ابوالعاص کو بھی رہا کر دیا جائے۔ چنانچہ لوگوں کے مشورہ اور رائے سے ہار بھی واپس کر دیا گیا اور ابوالعاص کو بھی رہا کر دیا گیا۔ لیکن ابوالعاص سے یہ طے پایا کہ وہ رہا ہوتے ہی حضرت زینبؓ کو ہجرت کی اجازت دے گا۔ حضرت نے دو آدمی ابوالعاص کے ساتھ کر دیئے کہ وہ مکہ سے باہر ٹھہر جائیں اور ان تک حضرت زینبؓ کو ابوالعاص پہنچوا دیں۔ تو ابوالعاص نے مکہ مکرمہ پہنچ کر حضرت زینبؓ کو اپنے بھائی کنانہ بن ربیع کے ساتھ روانہ کر دیا۔ کفار کی مزاحمت کا خطرہ تھا۔ اس لئے کنانہ نے اپنے ساتھ ترکش اور کمان وغیرہ بھی رکھ لیا۔ ان کی روانگی کے ساتھ ہی قریش میں کھلبلی مچ گئی اور گرفتاری کی فکر میں پڑ گئے تو قریش کی ایک جماعت ان کی جستجو میں نکلی اور مقام ذی طوی میں ان کو جا ملے۔ اس جماعت میں ہبار بن اسود بھی تھے۔ جو حضرت خدیجہؓ کے چچا زاد بھائی کے لڑکے تھے۔ سیدہ زینب پر حملہ آور ہو کر نیزہ مارا۔ سیدہ اونٹ پر سوار تھیں۔ نیچے گر گئیں۔ حاملہ تھیں حمل بھی ساقط ہو گیا۔ کنانہ نے تیر کمان سنبھال کر کہا خبردار! اب جو میرے قریب آئیگا۔ تو ان تیروں کا نشانہ ہو گا۔ اس جماعت میں ابوسفیان بھی تھا۔ اس نے کہا اپنے تیر روک لو۔ ہم کچھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں تو ابو سفیان نے آگے بڑھ کر کہا۔ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہم جو مصیبت پہنچائے گئے ہیں اور ہماری جو ذلت و رسوائی ہوئی ہے وہ تم پر مخفی نہیں۔ اب تم علانیہ ہم میں سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کو لے جاؤ تو یہ ہماری کمزوری متصور ہو گی۔ اس لئے اب واپس لے چلو۔ جب ہنگامہ فرو ہو جائے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کو واپس لے آئے ہیں تو پھر تم کسی وقت بھی چوری چھپے لے جانا۔ کنانہ نے اس بات کو قبول کر لیا اور واپس آ گئے۔ جب یہ واقعہ عام طور پر مشہور ہو گیا تو ایک روز مخفی طور پر لے جا کر ان آدمیوں کے سپرد کر آئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ کو لے آنے کے لئے ابوالعاص کے ساتھ بھیجے تھے۔ وہ سیدہ کو لے کر مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینبؓ کی منقبت میں فرمایا ہے ھی افضل بناتی اصیبت فی (زرقانی ج ۳ ص ۱۹۵ بحوالہ رحمۃ للعالمین)

یعنی "یہ میری بیٹیوں میں افضل ہے کہ میری وجہ سے مصیبت پہنچی"۔ ابوالعاص کو سیدہ زینب سے بہت محبت تھی۔ جب سیدہ مدینہ منورہ تشریف لے گئیں تو یہ مغموم رہتے تھے۔ ایک مرتبہ شام کے سفر میں حضرت زینبؓ بہت یاد آئیں تو انہوں نے یہ دو شعر کہے۔

ذکرت زینب لما ورکت ارما — فقلت سقیا لشخص یسکن الحرما
بنت الامین جزاها الله صالحة — وکل بعل سیثنی بالذی علما

ترجمہ: جب کہ میں موضع ارم سے گزرا تو زینب کو یاد کیا اور یہ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو سرسبز و شاداب رکھے جو حرم میں سکونت پذیر ہے۔ امین کی بیٹی زینبؓ کو اللہ تعالیٰ اچھی جزاء اور نیک بدلہ دے اور ہر شوہر اسی بات کی تعریف کرتا ہے۔ جس کو وہ خوب جانتا ہے۔

زوج زینب کا قبول اسلام

جمادی الاولیٰ ۶ھ میں ابوالعاص قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہاں سے واپس ہونے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو مع ایک سو ستر سوار کے تعاقب کے لئے روانہ فرمایا۔ چنانچہ مقام عیص میں دونوں قافلے ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہوئے۔ مسلمانوں نے مشرکین کو گرفتار کیا اور جو کچھ مال ان کے پاس تھا اس پر قبضہ کیا لیکن ابوالعاص سے کسی قسم کی مزاحمت نہ کی گئی۔ ابوالعاص نے مدینہ پہنچ کر سیدہ زینب سے پناہ طلب کی۔ سیدہ زینب نے ان کو پناہ دی اور بآوازِ بلند فرمایا۔ انی قد اجرت ابا العاص بن الربیع۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز فجر میں مشغول تھے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں نے تمہارے ساتھ ہی یہ آواز سنی ہے۔ مجھے اس سے قبل کوئی علم نہ تھا۔ پھر فرمایا کہ "انہ یجیر علی المسلمین ادناھم" یعنی پناہ دینے کا حق تو ادنیٰ مسلمان کو بھی حاصل ہے۔ پھر آپ سیدہ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ بیٹی ابوالعاص کو عزت سے ٹھہراؤ اور خود اس سے الگ رہو تو اسے حلال نہیں۔

سیدہ نے عرض کیا۔ حضرت! یہ تو قافلے کا مال واپس لینے آیا ہے۔ پھر حضرت نے لوگوں میں تقریر فرمائی۔ لوگو! اس شخص کا جو تعلق مجھ سے ہے۔ وہ تمہیں معلوم ہے اور اس کا جو مال تمہارے ہاتھ لگ گیا ہے وہ تمہارے لئے فئے ہے۔ پھر فرمایا کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ تم اس پر احسان کرو۔ اور مال واپس کر دو۔ اور اگر تم انکار کرو تو تم زیادہ حق دار ہو۔ لوگوں نے سارا مال واپس کر دیا۔ حتیٰ کہ اونٹ کے نکیل کی رسی بھی واپس کر دی۔ ابوالعاص سارا مال لے کر مکہ مکرمہ پہنچا اور ہر شخص کی ذرا ذرا چیز ادا کر دی۔ پھر پوچھا کہ کسی شخص کا میرے ذمہ کچھ باقی ہو تو بتا دے۔ سب نے کہا۔ خدا تجھے جزائے خیر دے۔ تم ایک باوفا اور کریم النفس شخص ہو۔ اس کے بعد ابوالعاص نے یہ کہہ کر کلمہ شہادت پڑھا کہ خدا کی قسم! مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے بعد اسلام قبول کرنے سے اس کے علاوہ کوئی امر حائل نہیں تھا کہ تم یہ خیال نہ کر لو کہ میں تمہارا مال غبن کر چکا ہوں۔ اس لئے مسلمان ہو گیا ہوں۔ جب خدا نے مجھے اس بارِ گراں سے بخیر و خوشی سبکدوش کر دیا تو اب کوئی امر حائل نہیں کہ میں اسلام قبول نہ کر لوں۔ یہ واقعہ ۷ھ کا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوالعاص ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو سیدہ زینبؓ انہیں کے نکاح میں رہیں۔

اولاد: حضرت ابوالعاص کے نکاح سے سیدہ زینبؓ کا ایک بیٹا علی اور ایک بیٹی امامہ پیدا ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ عاطفت میں تربیت حاصل کرتے رہے۔ فتح مکہ کے روز جب حضرتؐ مکہ میں داخل ہوئے تو یہی حضرت علی آپ کے ردیف تھے اور انہوں نے اپنی والدہ کے انتقال کے بعد بلوغ کے قریب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں انتقال فرمایا۔ سیدہ زینبؓ کی لختِ جگر حضرت امامہ بعد تک زندہ رہیں۔ کتب احادیث میں ان کے متعلق بکثرت یہ قصہ آتا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں سجدہ کرتے تو یہ کمر پر سوار ہو جاتیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تک زندہ رہیں۔ حضرت سیدہ فاطمہؓ کے وصال کے بعد

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے ان سے نکاح کیا۔ حضرت علیؓ سے ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ حضرت علیؓ کے بعد ان کا نکاح مغیرہ بن نوفل سے ہوا۔ بعض نے لکھا ہے کہ مغیرہ بن نوفل کا ایک لڑکا یحییٰ ان سے پیدا ہوا۔ واللہ اعلم۔ حضرت فاطمہؓ نے خود وصیت کی تھی کہ میرے بعد حضرت

علیؓ کا نکاح میری بھانجی حضرت امامہؓ سے کر دیا جائے۔ حضرت امامہؓ بنت سیدہ زینبؓ کا انتقال ۵۰ھ میں ہوا۔

وفات

حضرت ابوالعاصؓ کے مشرف باسلام ہونے کے بعد سیدہ زینبؓ سال سوا سال زندہ رہیں اور ۸ھ میں انتقال فرما گئیں۔ حضرت ام ایمنؓ، حضرت سودہؓ، حضرت ام سلمہؓ اور ام عطیہؓ نے غسل دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت ابوالعاصؓ اور آنحضرت نے قبر میں اتارا۔ قبر میں اترتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت رنجیدہ تھے۔ جب باہر تشریف لائے تو چہرہ کھلا ہوا تھا۔ صحابہؓ نے دریافت کیا۔ تو ارشاد فرمایا کہ مجھے زینبؓ کے ضعف کا خیال تھا۔ میں نے دعا کی کہ قبر کی تنگی اور اس کی سختی اس سے ہٹا دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا۔ سیدہ زینبؓ کے انتقال کے تھوڑے دن بعد ہی حضرت ابوالعاصؓ کا انتقال ہو گیا۔

۲۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ولادت: اپنی بہن حضرت زینبؓ کے تین سال بعد پیدا ہوئیں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۳۳ برس کی تھی۔ رقیہ نام تھا۔

نکاح: قبل از نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب کے بیٹے عتبہ سے نکاح ہوا تھا۔ جب سورۃ تبت نازل ہوئی تو ابولہب نے ان سے اور ان کے دوسرے بھائی عتیبہ سے جس کے نکاح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم تھیں یہ کہا کہ میری ملاقات تم دونوں سے حرام ہے اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو طلاق نہ دے دو۔ اس پر دونوں نے طلاق دے دی۔ یہ دونوں نکاح بچپن میں ہوئے تھے۔ رخصتی کی نوبت بھی نہیں آئی تھی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ کا نکاح حضرت عثمان غنیؓ سے کر دیا

ہجرت

اپنے شوہر حضرت عثمانؓ کے ہمراہ حبشہ کی طرف پہلی ہجرت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی منقبت میں ارشاد فرمایا کہ انہما اوّل من ہاجرہ بعد لوط و ابراہیم یعنی حضرت لوط اور حضرت ابراہیم کے بعد یہ پہلا جوڑا ہے جنہوں نے راہ خدا میں ہجرت کی۔ پھر حضرت عثمانؓ حبشہ سے مکہ واپس آئے اور وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

وفات

۲ھ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر کے لئے کوچ فرمایا تو سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا مرض چیچک صاحب فراش تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تیمارداری کے لئے حضرت عثمان غنیؓ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو مدینہ طیبہ میں چھوڑ دیا۔ زید بن حارثہ جس روز فتح کی بشارت لے کر مدینہ منورہ پہنچے تو اس وقت سیدہ کی تدفین ہو رہی تھی۔ غزوہ بدر کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہو سکے۔ عمر بوقت وصال اکیس ۲۱ سال تھی۔

اولاد

حبش میں سیدہ کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوئے۔ جس کا نام عبداللہ تھا۔ اپنی والدہ کے انتقال کے بعد زندہ رہے ان کی عمر چھ سال تھی کہ ایک مرغ نے ان کی آنکھ کے قریب ٹھونگ ماری۔ زخم پک گیا۔ بالآخر یہ والدہ کی یادگار بھی آغوش مادر میں جا سوئے۔ ان کے علاوہ کوئی اولاد حضرت رقیہ سے نہیں ہوئی۔

۳۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ولادت: کنیت ہی نام سے مشہور ہیں۔ کتب تاریخ وسیر ان کے سن ولادت سے خاموش ہیں۔ آپؐ کی تیسری صاحبزادی ہیں۔ حضرت خدیجہؓ کے بطن سے ہیں۔ حضرت رقیہؓ سے چھوٹی تھیں۔

نکاح: ان کا نکاح بعثت نبوی سے قبل ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے ہوا۔ عتیبہ نے باپ کی ہدایت پر اپنے بھائی عتبہ کی طرح ان کو جدا کر دیا۔ حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد سیدہ ام کلثومؓ حضرت عثمان غنیؓ کے عقد میں آئیں چونکہ

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دو جگر گوشے یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی کے سکینۂ قلب بنائے گئے ہیں۔ اس لئے حضرت عثمان غنیؓ "ذی النورین" کہلائے۔ جب حضرت حفصہؓ بیوہ ہوئیں تو حضرت عمرؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کو نکاح کا پیغام دیا

لئے

کے بیٹے عتیبہ سے ہوا۔ عتیبہ نے باپ کی ہدایت پر اپنے بھائی عتبہ کی طرح ان کو جدا کر دیا۔ حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد سیدہ ام کلثومؓ حضرت عثمان غنیؓ کے عقد میں آئیں۔ چونکہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دو جگر گوشے یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنیؓ کے سکینۂ قلب بنائے گئے ہیں۔ اس لئے حضرت عثمان غنیؓ "ذی النورین" کہلائے۔ جب حضرت حفصہؓ بیوہ ہوئیں تو حضرت عمرؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کو نکاح کا پیغام دیا۔ انہوں نے کچھ انکار سا کیا۔ حضرت عمرؓ نے بارگاہ نبوی میں اس کا تذکرہ کیا۔ تو آپ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ عثمانؓ کو حفصہؓ سے بہتر زوجہ ملے گی اور حفصہؓ کو عثمانؓ سے بہتر شوہر ملے گا۔ اس ارشاد کے بعد حفصہؓ بنت فاروق کو ام المومنین بننے کا شرف عطا ہوا۔ نکاح سے دو ماہ بعد جمادی الاخریٰ ۳ھ میں رخصتی عمل میں آئی۔ ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

ہجرت: جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف ہجرت فرما کر تشریف لے گئے تو اہل و عیال کو مکہ میں چھوڑ گئے تھے جب مکہ میں حالت زیادہ نازک ہو گئی اور حضرت سودہ حضرت فاطمہؓ مدینہ کی طرف ہجرت کر کے جانے لگیں تو حضرت ام کلثومؓ نے بھی ان کے ہمراہ ہجرت کی۔

وفات: آخر وقت تک مدینہ منورہ میں مقیم رہیں۔ حضرت عثمانؓ کی زوجیت میں چھ سال گزارنے کے بعد شعبان ۹ھ میں انتقال ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی مغموم ہوئے۔ آپ کی آنکھیں اشک بار تھیں۔ فرمایا۔ اگر میری سو لڑکیاں ہوتیں تو سب لڑکیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے عقد میں دیتا۔ آپؐ کا یہ ارشاد گرامی حضرت عثمان غنیؓ کے مرتبہ اور مقام کا پتہ دیتا ہے۔ سیدہؓ کی نماز جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی۔ حضرت علی المرتضیٰؓ فضل بن عباسؓ اور اسامہ بن زیدؓ نے مراسم تدفین پورے کئے۔

۴۔ سیدۃ نساء اہل الجنۃ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ولادت: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بطن سے ہیں۔ ان کی ولادت ایک قول کے مطابق نبوت کے ایک سال بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی دوسرے قول کے مطابق آپ کی ولادت عمر مبارک کے اکتالیسویں سال میں ہوئی۔ ان کے علاوہ ان کی ولادت کے بارے میں کئی قول ہیں۔ واللہ اعلم۔

نام: نام فاطمہ رکھا گیا۔ فطم کے معنی روکنے کے ہیں۔ یعنی یہ جہنم کی آگ سے محفوظ ہیں۔

مرتبہ و مقام: حضرت فاطمہؓ باجماع امت تمام صاحبزادیوں سے افضل تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فاطمہؓ سے بڑھ کر کوئی بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مشابہ بات چیت میں نہ تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر کو تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں ان سے رخصت ہوتے اور جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے ان کے پاس تشریف لے جاتے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابوجہل کی لڑکی سے دوسرے نکاح کا ارادہ فرمایا تو سیدہؓ کو رنج ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہؓ میرے بدن کا ٹکڑا ہے۔ جس نے اس کو رنج پہنچایا اس نے مجھے رنج پہنچایا۔ اس لئے حضرت علیؓ نے سیدہ فاطمہؓ کی زندگی میں کوئی نکاح نہیں کیا۔

نکاح: ۲ھ میں محرم یا صفر یا رجب یا رمضان میں سیدہ فاطمہؓ کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہوا۔ اور نکاح سے سات ماہ اور پندرہ دن بعد رخصتی ہوئی۔ نکاح کے وقت سیدہ کی عمر پندرہ برس پانچ ماہ تھی۔ حضرت علیؓ کی عمر اکیس سال پانچ ماہ یا چوبیس سال ڈیڑھ ماہ

تھی۔ چار سو اسی درہم مہر مقرر کیا گیا۔ سیّدۃ النساءؓ کا جہیز ایک چادر۔ ایک تکیہ جس میں کھجور کے درخت کا گودا بھرا ہوا تھا۔ ایک چمڑے کا گدا۔ ایک بان کی چار پائی۔ ایک چھاگل دو مٹی کے گھڑے۔ دو مشکیزے اور ایک چکی تھی۔

وفات: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چھ مہینے بعد حضرت فاطمہؓ بیمار ہوئیں اور ایک روز خادمہ سے فرمایا کہ غسل کروں گی۔ پانی رکھدو۔ غسل کیا۔ نئے کپڑے پہنے۔ فرمایا کہ میرا بستر گھر کے بیچ میں کر دو۔ اس پر تشریف لے گئیں اور قبلہ رخ بیٹھ کر دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھا اور فرمایا کہ بس اب میں مرتی ہوں۔ یہ فرما کر وصال فرمایا۔

حضرت سیدہ کی وفات شب سہ شنبہ ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ کو ہوئی۔ ان کی وصیت کے مطابق اسماءؓ بنت عمیس زوجہ ابوبکر صدیقؓ نے ان کو غسل دیا۔ حضرت عباسؓ یا حضرت علیؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اہل بیت میں سے سیّدہؓ ہی سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملیں اور جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

اولاد: سیدہؓ کے بطن سے تین لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ان میں سے حضرت محسّن (بتشدید السین) اور حضرت رقیہ کا انتقال بچپن ہی میں ہو گیا تھا۔ باقی کے مختصر حالات ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ حضرت حسنؓ: سب سے اول نکاح کے دوسرے سال پیدا ہوئے یعنی نصف رمضان ۳ ہجری میں ساتویں دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقہ کیا۔ اور سر کے بالوں کے برابر چاندی کا صدقہ دیا۔ چھیالیس سال کی عمر میں ماہ ربیع الاول ۴۹ھ میں وفات پائی اور والدہ کریمہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ ان کی اولاد پندرہ لڑکے اور آٹھ لڑکیاں تھیں۔

۲۔ حضرت حسینؓ: حضرت حسنؓ کے بعد نکاح کے تیسرے سال ۵ شعبان ۴ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے اور بروز جمعہ عشرہ محرم ۶۱ھ کو میدان کربلا آغاز وقت زوال کو بجام شہادت نوش فرمایا۔ ان کی اولاد چھ لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔

۳۔ اُمّ کلثوم: ان کا نکاح حضرت عمر فاروقؓ سے ہوا۔ ان کے بطن سے حضرت عمرؓ کے ہاں زید اور رقیہ پیدا ہوئے۔ فاروق اعظمؓ کے بعد ان کا نکاح ثانی عون بن جعفر طیّار سے ہوا تھا۔ ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

ان کے انتقال کے بعد امّ کلثوم کا نکاح ثالث ان کے بھائی محمد بن جعفر سے ہوا۔ ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو بچپن ہی میں انتقال کر گئیں۔ ان کے انتقال کے بعد ام کلثوم کا نکاح رابع تیسرے بھائی عبداللہ بن جعفر سے ہوا۔ ان سے بھی کوئی اولاد نہیں ہوئی اور انھیں کے نکاح میں حضرت امّ کلثوم کا انتقال ہوا۔ اور اسی دن ان کے صاحبزادے زید کا بھی انتقال ہوا۔ دونوں جنازے ساتھ ہی اٹھے۔ یہ تینوں بھائی عون محمد۔ عبداللہ حضرت علیؓ کے بھتیجے اور جعفر طیار کے صاحبزادے ہیں۔

۴۔ سیّدہ زینب بنت فاطمہؓ

ان کا نکاح عبداللہ بن جعفر سے ہوا۔ اور دو صاحبزادے عبداللہ اور عون پیدا ہوئے۔ اور ان ہی کے نکاح میں انتقال فرمایا۔ واضح رہے کہ ان کے انتقال کے بعد عبداللہ بن جعفرؓ نے ان کی ہمشیرہ سیّدہ امّ کلثوم سے نکاح فرمایا تھا۔ یہ اولاد حضرت فاطمہؓ سے ہے ورنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دوسری بیویوں سے اور بھی اولاد ہے۔ مورخین نے حضرت علی کی تمام اولاد تبیس ۳۲ لکھی ہے۔ جن میں سولہ لڑکے اور سولہ لڑکیاں ہیں۔ وقد استفدت فی ترتیب ھذہ المقالۃ من الکتب الآتیۃ۔

سیرۃ ابن ھشام۔ الروض الانف۔ رحمۃ للعلمین۔ اوجز السیر۔ حکایات صحابہ۔ سیرۃ النبی (رضی اللہ تعالیٰ عنہنّ)

مُہر

افادات
مولانا عبدالرحیم
اشعر صاحب

مسئلہ ختم نبوۃ

قلم: اصغر چشتی صابر ایم اے - ایل ایل بی

تیسری دلیل

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۔ مرزائی مبلغ نے اپنے استدلال کو پختہ کرنے کے لئے لفظ خَلَتْ پر زور دیا ہے اور "خلت" کا معنی موت کر کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام رسول وفات پا چکے ہیں۔ حالانکہ ان کے پیرومرشد نے "جنگ مقدس" صفحہ ۔ پر "خلت" کا معنے موت نہیں کیا بلکہ لکھا ہے کہ "وہ صرف ایک رسول ہے۔ اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے ہیں اور حکیم نور الدین فصل الخطاب حصہ اول صفحہ ۲۵ زیر آیت ہذا لکھتے ہیں کہ "محمد ایک رسول ہے پہلے اس سے بہت رسول آچکے ہیں۔ پھر کیا اگر وہ مر جائے یا قتل ہو جائے۔ تو تم پھر جاؤ گے اُلٹے پاؤں پر"

نیز قادیانی خلیفہ نور الدین نے ابطال الوہیت مسیح صلہ پر اس آیت ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کے تحت اس طرح ترجمہ کیا ہے۔ "اس سے پہلے ہو گذرے ہیں رسول۔ غلام احمد اور حکیم نور الدین دونوں چونکہ سلسلہ مرزائیہ کے موجد ہیں۔ ہر دو نے "خلت" کا معنے موت نہیں کیا۔ جب اس کا ترجمہ موت ہی نہیں رہا تو تمہارا اعتراض خود بخود ختم ہو گیا

نوٹ :

مرزائیوں کا یہ کہنا کہ حضرت ابوبکر رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر آیت ہذا سے استدلال فرما کر یہ ثابت کر دیا تھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام فوت ہو چکے ہیں اور صحابہ کا اجماع اس بات پر ہے کہ تمام نبی فوت ہو چکے ہیں۔ یہ بات کئی وجوہ سے باطل ہے۔ نیز مرزا کے اپنے اقوال کی رُو سے بھی یہ بات غلط ہے۔

مرزا کا پہلا قول

ازالہ اوہام صفحہ ۲۲۱ پر لکھتے ہیں "مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشین گوئی ایک اول درجہ کی پیشین گوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں۔ کوئی پیشین گوئی اس کے ہم پہلو اور ہموزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے"

مرزا کے اس قول سے تو صحابہ کا اتفاق اور اجماع اس بات پر ثابت ہوتا ہے کہ تمام حضرات حضرت عیسیٰ ؑ کی حیات جسمانی اور نزول جسمانی کے قائل تھے۔ نہ کہ وفات کے

باقی صفحہ ۱۵ پر

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
فون نمبر ۷۱۶۷۱ Registered S. No. 3220

حمید صدیقی لکھنوی

شانِ رحمت

جانِ رحمت، جہانِ رحمت ہے — شانِ محبوبؐ، شانِ رحمت ہے
جب سے آئے زمیں پہ ان کے قدم — خلق زیرِ امانِ رحمت ہے
ہر نظر اُن کی عاطفت گُستر — ان کی ہر شان شانِ رحمت ہے
موردِ رحمتِ خدا ہے وہ بزم — جس میں ان کا بیان رحمت ہے
جس جگہ آپ کا ہے نقشِ قدم — وہ زمین و آسمانِ رحمت ہے
خُلد کیا ہے، نبی کے صدقے میں — عاصیوں کا مکانِ رحمت ہے
حشر میں منہ گنہگاروں کا — وجہِ اظہارِ شانِ رحمت ہے
جس کی مرضی خدا کی مرضی ہو — اپنا آقا وہ جانِ رحمت ہے
نقشِ پائے حضورؐ، صلّ علیٰ — رُوکشِ صد نشانِ رحمت ہے
ذرّہ ذرّہ زمینِ طیبہ کا — نیّرِ آسمانِ رحمت ہے
اللہ اللہ وہ گنبدِ خضرا — ہو بہو سائبانِ رحمت ہے

ایک ہو تو کہے حمیدؔ کوئی
ان کی ہر بات شانِ رحمت ہے